ڈاکٹر محمد ریاض
سنٹرل گورنمنٹ کالج - اسلام آباد

روضات الجنان وجنّات الجنان

مندرجہ بالا عنوان سے ایک ضخیم دو جلدی کتاب (تقریباً ۱۵۰۰ صفحات) تہران میں چھپی ہے (۱۹۶۵ء-۱۹۷۰ء)۔ اس کتاب کے مصنّف دسویں صدی ہجری کے ایک صُوفی اور فاضل شاعر ہیں۔ حافظ حسین کربلائی تبریزی معروف بہ ابن الکربلائی (متوفّیٰ ۹۹۷ھ) جو مدتوں ایران، ترکی اور بلادِ عرب میں کسبِ فیض کرتے رہے، اور ۹۸۸ھ سے تا دمِ مرگ دمشق میں مقیم رہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک صاحبِ دل عارف تھے۔

کتاب ایک مقدمے، آٹھ روضوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ اسے مرزا جعفر سلطان القرائی تبریزی نے ایڈٹ کیا اور دونوں جلدوں پر ۲ دو سو صفحات سے کچھ زائد حواشی اور تعلیقات لکھے ہیں مصحح اور محشی سے راقم الحروف نے تہران میں متعدد ملاقاتیں کی ہیں۔ آپ تبریز کے فضلا میں شمار ہوتے ہیں۔ یورپی زبانوں فارسی، عربی اور ترکی پر بڑا تسلّط رکھتے ہیں۔ ان کے ذاتی کتب خانے میں کئی ہزار نادر مخطوطات موجود ہیں۔ انہیں جدید کے مقابلے میں قدیم کتب سے زیادہ شغف ہے۔ اسی شغف کا نتیجہ ہے کہ ان کے توسّط سے روضات الجنان وجنات الجنان جیسی عظیم کتاب منصّۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے۔ اس کتاب کے صرف دو ناقص مگر ایک دوسرے کے متمّم مخطوطے دستیاب ہیں۔ انہی کی مدد سے فاضل مرتب نے اس کتاب کو ظاہری اور باطنی محاسن سے آراستہ کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

کتاب زیرِ عنوان میں سیرتِ رسُولؐ، عام تاریخ، تذکرہ صوفیہ، مضامین تصوّف، کبروی ذھبیہ سلسلہ مشائخ کے حالات، علما و مشائخ کے خطوط، خرقوں کے سلسلے اور اجازت نامے، عجیب و غریب حکایات، تبریز اور اس کے نواح کی عمارات و مزارات کا حال اور اس قسم کے دیگر مطالب، مآخذ کتب کے ذکر کے ساتھ مندرج ہیں۔ یہ دیدہ و شنیدہ کا ایک حسین امتزاج ہے۔ "مزارات اولیائے تبریز" (مؤلّف نامعلوم) اور تذکرہ حشری یا روضۂ اطہار (ہر دو کتب مطبوعہ ہیں) اسی کتاب کی نقّالی پر مبنی ہیں۔

ہمیں "روضات الجنان و جنات الجنان" کے مطالب کی فراوانی اور رنگینی نے یہ تعارفی نوٹ لکھنے کی ترغیب دی ہے۔ بعض اہلِ علم حضرات اس کتاب سے واقف ہیں اور دوسرے واقف ہونے کے طلب گار۔ ہم یہاں کتاب کے بعض مطالب کی طرف اشارہ کریں گے۔ اس سے قبل مصنف کے طرزِ تحریر کے بارے میں ایک گزارش کر دیں۔ کتاب ایک ملمع ہے جس میں عربی اور فارسی عبارات اور اسی طرح ان زبانوں میں کہے گئے اشعار توام ہیں۔ فارسی اشعار بیشتر مولانا روم، شیخ محمود شبستری، حافظ اور جامی کے ہیں۔ البتہ مصنف کے اشعار، اور موردِ بحث شعرا کے اشعار بھی بکثرت منقول ہیں۔ کتاب کا عام انداز سادہ اور دلآویز ہے۔ مؤلف ایک محقق تھا۔ اپنی "بیاض" میں اس نے کتنی ہی نادر معلومات جمع کر رکھی تھیں۔ تعلیقات نگار نے "بیاضِ مؤلف" سے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب اور بیاض کے طرزِ نگارش میں ہم آہنگی موجود ہے۔

کتاب کا مقدمہ زیارت قبور کے آداب اور فوائد کے بارے میں ہے۔ اور "روضہ اوّل" میں حوالیِ تبریز میں مدفون اصحابِ رسول اور تابعینِ عظام کا ذکر ہے۔ حضرت اسامہ بن شریک، حضرت ابودجانہ انصاری، حضرت حارث بن امیہ اور حضرت ابو محجن ثقفی کی مہمات کا خصوصی ذکر موجود ہے۔ مندرجہ ذیل ضمنی بحثیں جاذبِ توجہ ہیں۔

عرفان مشرب، عربی اور فارسی شعرا کے ہاں (جیسے ابن الفارض مصری اور حافظ شیرازی) اصطلاحاتِ شراب کی حقیقت، حال، نفوس و ارواح بنظرِ صوفیہ، اقسام اولیاء اللہ اور رویائے صادقہ۔

روضہ دوم سُرخاب (نواح تبریز) کے مقابر و مشاہد کے ذکر میں ہے۔ مولانا محمد شیرین مغربی۔ خواجہ عبدالرحیم خلوتی، خواجہ ہمام الدین تبریزی، مولانا نظام الدین یحیی غوری، شیخ حسن بلغاری نخجوانی، مولانا ابوحامد افضل الدین محمد محدث تبریزی، مولانا نجم الدین طارمی اور خاقانی شروانی وغیرہم کا حال درج ہے۔ ہمام اور خاقانی کے اشعار کا دیدہ افروز انتخاب مندرج ہے۔ اور ان میں سے بعض اشعار ان شعرا کے مروّجہ دواوین میں موجود نہیں ہیں۔ حضرت مولانا رومؒ سے مصنف کو بے حد ارادت و عقیدت ہے۔ مولانا کے احفاد میں سے ایک شخص کے مزار کے ذکر میں لکھتا ہے۔

"مرقدِ دوم از کزیکی از اولاد امجاد حضرت خداوندگارِ عالمیان مولانا جلال الدین محمد بلخی رومی"۔۔۔۔

اس روضے میں مندرجہ ذیل ضمنی بحثیں خواندنی ہیں۔

احوال سلاطین سلجوقیہ، مقام شیخ بوعلی سینا، صوفیہ کا گروہ ملامتیہ (امیر کبیر سید علی ہمدانی شاہِ ہمدان کے مجموعہ مناقب "خلاصۃ المناقب" مؤلفہ جعفر بدخشی متوفی ۷۹۰ھ سے طویل اقتباس) صحو وسکر، اولادِ علیؓ (حضرت موصوف کے ۱۵ بیٹوں کا حال) اسمِ اعظم، شیخ صفی الدین اسحٰق اردبیلی کے حالات اور ان کا شجرۂ خرقہ (صفحہ ۲۲۳-۲۶۹)

روضہ سوم میں سامان ساوجی شاعر (م-۷۰۸ھ) کا مفصل ذکر اور ان کے اشعار کا انتخاب نیز چرنداب (جنوب تبریز) میں مدفون بعض بزرگوں کے مجمل حالات ملتے ہیں۔ خلافتِ عباسیہ، مرید و مراد کی حقیقت نیز وجد و سماع (ص۳-۳۰۸) اور اس کے آداب کے بارے میں دقیق نکتہ سنجیوں کے علاوہ، اس حصے میں شیخ سید علاء الدولہ سمنانی بیابانکی کا ایک مکتوب بنام مولانا تاج الدین کرکہری مندرج ہے۔ اور یہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

روضہ چہارم میں "گجیل" نامی قبرستان (نواح تبریز) میں مدفون بزرگوں کا ذکر ہے۔ سلطان بابا فرج (م ۵۶۸ھ) شیخ نجم الدین الکبری کے پیروں میں سے ایک، اور شیخ نجم الدین زرکوب صاحب "فتوت نامہ" کا ذکر خصوصی نوعیت کا ہے۔ آداب خلوت، احتیاج خلوت اور صوفیہ کے فرقہ قلندریہ کے بارے میں ضمنی بحثیں ملتی ہیں (مصنف کو قلندریہ کی بدعات سے ابا ہے) اور مثنوی مولانا روم سے استنادات۔

روضہ پنجم میں سلطانیہ اور خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (م ۷۱۸ھ) کے قائم کردہ "ربع رشیدی" کے مزارات کا ذکر ہے۔ خواجہ اور ان کے فرزند خواجہ غیاث الدین کی خدمات کا بیان ہے۔ اور بعض دلچسپ ضمنی بحثیں، امراض ظاہر و باطن، احوالِ واعظ اور عشق صوری اور حقیقی۔ مصنف نے مرصاد العباد، اخلاق جلالی (لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق) اور خاص ذخیرۃ الملوک مؤلفہ حضرت میر سید علی ہمدانی شاہِ ہمدان ؒ سے مربوط اقتباسات نقل کیے ہیں۔ ذخیرۃ الملوک باب دہم کا اقتباس علاج تکبر و غرور کے بارے میں ہے (صفحہ ۴۵۷ - ۴۶۵) عشق صوری سے عشق مجازی تک راہ پانے کی مثال کی خاطر مصنف نے شیخ روزبہان بقلی فسوی، ابن عربی اور عراقی ہمدانی جیسے کاملین کا حوالہ دیا ہے۔ اس روضے پر جلد اول ختم ہوگئی۔

روضہ ششم میں نواح تبریز کے معروف مزارات کا ذکر ہے۔ خواجہ محمد کججانی کے مفصل حالات اور ان کے ملفوظات کم و بیش وہی ہیں جو تذکرہ شیخ کججی، مطبوعہ تہران (۱۳۲۶ش) میں اسی کتاب سے ماخوذ

مندرج ہیں۔ شیخ خواجہ علی (م ۶۹۹ھ) اور صاحب گلشن زار، شیخ سعد الدین محمود شبستری کے احوال و مقامات پر بھی مصنف نے دادِ تحقیق دی ہے۔ الحادِ شیطان اور اولیاء اللہ کی مخالفت بے ہوا، اس باب کی ضمنی بحثیں ہیں۔ منقولہ دوسرے عنوان میں بحث کے دوران مصنف نے مثنوی معنوی کے کافی اشعار نقل فرمائے ہیں۔ مثلاً:

تو نہ پنداری کہ دائم اولیاء در مقام نفس بودند و ہوا؟
خود نمائی و تکلف کی کنند اسپ تزویر و ریا را پی کنند

روضہ ہفتم، شیخ سید احمد یحییٰ موسوی (۸۴۰-۹۱۱ھ) کے حالات اور ضمنی بحثوں پر مشتمل ہے۔ مصنف حضرت شیخ کے سلسلہ میں بیعت تھا اور ان کا بے حد ارادت مند۔ شیخ موصوف کے اتنے مفصل حالات کسی دوسرے تذکرہ میں ہماری نظر سے نہیں گزرے۔ ضمنی بحثوں میں آداب مریداں اور شرائط مشائخ شامل ہیں۔ مصنف نے امیر سید علی ہمدانی کی جلالت شان کا ایک واقعہ نقل کیا جو شیخ محمد تیمیؒ کی خانقاہ میں پیش آیا۔ یہ واقعہ بھی دوسرے تذکروں میں مذکور نہ ہونے کی بنا پر منفرد اور بے نظیر نوعیت کا ہے۔

روضہ ہشتم، کتاب کا اہم ترین حصہ ہے۔ یہاں سلسلہ کبروی (ذہبیہ) کے جملہ اولیا وارکان نیز ائمہ اثنا عشریہ از حضرت علیؓ تا حضرت امام مہدی کا مجمل مگر جامع ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ ابتدائے سخن میں عرض کیا۔ سیرت رسول اکرمؐ کا ذکر، (صفحہ ۴۴۸-۵۰۴) اسناد و مدارک اور زورِ بیان کے لحاظ سے بیحد اہم ہے۔ آنحضرتؐ کی حیات طیبہ، غزوات وسیر سمیت، اس حصے میں مستند انداز میں بیان کی گئی ہے۔

کبروی ذہبیہ سلسلے میں امیر سید عبد اللہ برزش آبادی مشہدی (م ۸۷۲ھ) خواجہ اسحٰق امیر علی شاہی ختلانی (م ۸۲۶ھ)، امیر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (م ۷۸۶ھ)، شیخ محمود مزدقانی رازی (م ۷۶۱ھ) شیخ اخی علی دوستی سمنانی (م ۷۳۴ھ) اور شیخ علاء الدولہ سمنانی (م ۷۳۶ھ) کے حالات و مناقب اس لحاظ سے بہت اہم ہیں، کہ مصنف کے بعض مآخذ و منابع اب دست یاب نہیں۔ شیخ اسحٰق اور میر سید محمد نور بخش (م ۸۶۹ھ) کے حالات پر مصنف نے خاص انداز سے روشنی ڈالی اور سید نور بخشؒ کے دعویٰ مہدویت کا دفاع فرمایا ہے۔ امیر سید علی ہمدانی کے حالات ان کے مرید شیخ نور الدین جعفر بدخشی کی تالیف "خلاصۃ المناقب" سے ماخوذ ہیں (ص ۴۲۵-۲۷)، اس کے باوجود امیر تیمور لنگ گورگانی سے شاہ صاحب موصوف کی نبرد آزمائی، خواجہ اسحٰق کا ابتلا اور شاہ نور الدین ولی کرمانی کی شاہ ہمدان سے ارادت بیان کے واقعات صرف اسی

کتاب میں ملتے ہیں۔ مصنّف نے یہاں شاہ ہمدان موصوف کی کتب ذخیرۃ الملوک، فتوّت نامہ اور واردات کا بھی حوالہ دیا ہے۔ شیخ "اخی" علی دوستی سمنانی کے لقب "اخی" (خوانمرد۔سخی) کی توجیہہ بھی اسی کتاب میں دستیاب ہے۔

"وصفت ایثار" برحضرت اخی علی درستی غالب بودی، ہر سال ہزار جوی پالیز بکشتی بدست مبارک خورد۔ ہمیشہ آن پالیز خوب آمدی وچون خربزہ رسیدی، بدست خود بمردم واری مدام" (صفحہ ۲۸۲)، علاء الدولہ سمنانیؒ کے ذکر میں مصنّف نے ان کے مرید امیر اقبال شاہ سیستانی کے رسالہ "اقبالیہ" سے استفادہ کیا۔ جس کے اب حوالے ہی ملتے ہیں۔ شیخ عبدالرزاق کاشانی اور علاء الدولہ سمنانی معاصر تھے۔ اور ایک ہی سال میں دونوں نے انتقال فرمایا۔ اوّل الذکر نے وحدت الوجود کی حمایت میں اور مؤخّر الذکر نے اس نظریہ کی مخالفت میں ایک دوسرے سے مکاتبت کی۔ جس کے کچھ نمونے مولانا جامی کے نفحات الانس من حضرات القدس میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ روضات الجنان وجنات الجنان کے فاضل مصنّف نے اس مسئلے پر مزید روشنی ڈالی ہے۔ کتاب کا اختتام نبی ورسول اور ولی ومرشد کے معانی ومقامات کی بحث پر حاوی ہے

ہم نے حافظ حسین کربلائی کی شاعری کی طرف اشارہ کیا تھا۔ یہاں اس کی ایک نعت اور ایک غزل کو نقل کر کے ہم اس کتاب کا تعارف ختم کر رہے ہیں:

احسن حسنی است اتصالِ محمدؐ ابغض اشیاست انفصالِ محمدؐ
روشنی آفتاب و ماہ چہ باشد شمّۂ از پرتو جمالِ محمدؐ
سایۂ عرش برین و چرخ مقرنس ظلّ قلیلی است از ظلالِ محمدؐ
آیۂ قربیٰ، کہ واقع است بہ قرآن آمدہ است آن بشانِ آلِ محمدؐ
آید اگر بر شما مصیبتی از دھر یاد نمائید ز ارتحالِ محمدؐ
روزِ قیامت ز کردہات چو پرسد فکر جوابی کن از سؤالِ محمدؐ
رتبۂ خادم ہمین بس است کہ باشد خادمی از خادمانِ آلِ محمدؐ

نہ پنداری کہ از آن گل چاک ہا در پیرہن دارم
کہ صد چاک دگر سینہ زان نازک بدن دارم

غمِ او در رگ جانم فرو بردہ است چنگ خود
عجب دانم ز چنگش جان برم زین غم کہ من دارم

ز اقبال طالعم برگشتہ بود و بختم آشفتہ
من این سرگشتگی آخر ز بخت خویشتن دارم

مرا در دل کہ چون او را ببینم، رازہا گویم
یکے ز انہا نیارم گفت و در دل صد سخن دارم

من و کنج غم و خاطر زسودائے گل برہم
کجا پروای باغ و میل گلگشت چمن دارم

رُخ شیرین ندیدہ، جان شیرین داد در راہش
بدل صد کوہ غم از رہگذار کوہکن دارم

ہوای گل رخان شہر تبریزم چو خادم شد
دلم بگرفت در غربت، تمنائے وطن دارم

روضات الجنان وجنات الجنان کو ایرانی مطبوعات کے مشہور سرکاری ادارے، بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب نے شائع کروایا ہے۔

تصوراتِ عرب قبلِ اسلام : مؤلفہ : عبید اللہ قدسی

اس کتاب میں جزیرۂ عرب قبل اسلام کی تہذیب، ثقافت، عقائد، دینی شعائر اور ان کے ذریعہ حیات و موت کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

صفحات : ۱۶۴ — قیمت : ۴/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ

لاہور